سائل و مسائل

حضرت علیؓ کی زرہ کا سرقہ

(۲)

(استدراک)

ملک غلام علی صاحب

جون کے ترجمان القرآن میں حضرت علیؓ کی زرہ کی چوری کے واقعہ پر بحث کرتے ہوئے میں نے یہ لکھا تھا کہ اس وقت مجھے کسی کتاب میں یہ حوالہ نہیں مل سکا کہ حضرت علیؓ نے اس موقع پر حضرت حسنؓ اور اپنے غلام قنبر کو بطور گواہ پیش کیا تھا۔ میرے فاضل دوست جناب ریاض الحسن نوری صاحب نے میرا جواب پڑھ کر بعض مراجع کی نشان دہی کی ہے جہاں اس واقعہ کی تفصیل مطلوب درج ہے اور اس مسئلہ پر مزید بحث موجود ہے۔ افادۂ عام کی خاطر میں اس کی ضروری تلخیص پیش کر رہا ہوں۔

۱۔ "اخبار القضاۃ" محمد بن خلف بن حیان کی ایک ضخیم عربی تصنیف کئی جلدوں میں ہے۔ اس کی دوسری جلد صفحہ ۲۰۰ پر وہ لکھتے ہیں:-

"جب حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ سے لڑنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی زرہ تلاش کی مگر نہ پائی۔ جب واپس لوٹے تو انہوں نے اسے ایک یہودی کے پاس دیکھا کہ وہ اُسے کوفہ کے بازار میں بیچ رہا ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اے یہودی یہ زرہ تو میری ہے جسے میں نے نہ ہبہ کیا نہ بیچا۔ یہودی نے کہا: یہ زرہ تو میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔ حضرت علی کہنے لگے: تمہارے اور میرے درمیان قاضی فیصلہ کریں گے۔ شریح قاضی نے دونوں کو اپنی عدالت میں آنے کے لیے کہا۔ یہودی نے کہا کہ زرہ تو میری ہے اور میرے قبضے میں ہے۔ شریح نے پوچھا: اے امیرالمومنین! کیا کوئی شہادت آپ کے پاس ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں میرا بیٹا حسن گواہ ہے۔ شریح کہنے لگے: اے امیرالمومنین، بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں جائز نہیں۔ حضرت علیؓ کہنے لگے سبحان اللہ ایک شخص جو اہل جنت میں سے ہے، کیا اس کی گواہی بھی جائز نہیں؟ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سنا: "حسنؓ اور حسینؓ جنتی جوانوں کے سردار ہیں"۔ یہودی پکار اُٹھا: امیرالمومنین نے مجھے قاضی کے سامنے پیش کیا اور قاضی نے ان کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ دین حق ہے۔ میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ امیرالمومنین، یہ زرہ آپ ہی کی ہے۔ آپ سے رات کے وقت گر گئی تھی۔ اس کے بعد یہ نومسلم حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ نہروان میں شریک ہوا اور وہیں شہید ہوا۔"

دارالمصنّفین اعظم گڑھ کی شائع کردہ کتاب "تابعین" میں صفحہ ۱۹۳۔۱۹۴ پر اس واقعہ اور متعلقہ روایت پر درج ذیل الفاظ میں بحث کی گئی ہے۔

عزیز قریب کی شہادت کا قانون

"حدیث میں اعزّہ قریب کی شہادت کی کوئی ممانعت نہیں ہے اس لیے ایک عزیز کے مقدمہ میں دوسرے ثقہ عزیز کی شہادت قبول کرنے میں کوئی قانونی رکاوٹ نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ کا بیان ہے کہ قاضی شریح نے عزیز کے مقابلہ میں عزیز کی شہادت ناقابلِ اعتبار قرار دی اور یہ قانون بنادیا کہ لڑکے کی شہادت باپ کے متعلق، باپ کی شہادت لڑکے کے متعلق، بی بی کی شہادت شوہر کے متعلق، شوہر کی شہادت بی بی کے متعلق، آقا کی شہادت غلام کے متعلق، اور غلام کی شہادت آقا کے متعلق اور اجیر کی شہادت اس شخص کے متعلق جس نے اُس کو اُجرت پر کیا ہو قبول نہیں کی جا سکتی۔ اس اصول پر وہ اس سختی سے عامل تھے کہ حضرت علیؓ کے مقابلے میں حضرت امام حسنؓ کی شہادت مسترد کر دی۔[1] اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کی زرہ کہیں گر پڑی اور ایک ذمی کے ہاتھ لگی۔ حضرت علیؓ نے شریح کی عدالت میں دعویٰ کیا۔ شریح نے ذمی سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو، اس نے کہا، میری ملکیت کا ثبوت یہ ہے کہ زرہ میرے قبضہ میں ہے۔ شریح نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ کے پاس اس کی کوئی شہادت ہے کہ زرہ گر گئی تھی۔ انہوں نے حضرت حسنؓ اور قنبر کو شہادت میں پیش کیا۔ شریح نے کہا قنبر کی شہادت تو قبول کرتا ہوں لیکن حسنؓ کی شہادت مسترد کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نہیں سنا ہے کہ الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ۔ شریح نے کہا سنا ہے لیکن میں باپ کے مقابلہ میں لڑکے کی شہادت معتبر نہیں سمجھتا، اس فیصلہ کو حضرت علیؓ نے تسلیم کر لیا اور زرہ یہودی کے پاس رہنے دی۔ اس واقعہ کا یہودی پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے خود اقرار کر لیا۔ کہ زرہ آپ ہی کی ہے اور تمہارا دین سچا ہے، مسلمانوں کا قاضی امیرالمومنین کے خلاف فیصلہ کرتا ہے اور وہ بلا چون وچرا سرخم کر دیتا ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔ حضرت علیؓ کو اس کے اسلام لانے سے اتنی مسرت ہوئی کہ اس یادگار میں انہوں نے زرہ اپنی طرف سے اس کو دے دی۔ فقہ کی کتابوں میں یہ قانون حدیث کے حوالہ سے منقول ہے، لیکن صاحب نصب الرایہ نے تصریح کر دی ہے کہ یہ حدیث نہیں بلکہ شریح کا قول ہے۔"

ریاض الحسن صاحب نے جو حوالے فراہم کیے ہیں، اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی زرہ کی

(باقی بر صفحہ ۴۸)

[1] شذرات الذہب، جلد اوّل صفحہ ۸۵

(بقیہ رسائل و مسائل صفحہ ۴۵)

بازیابی کے لیے جو دعویٰ قاضی شریح کی عدالت میں دائر کیا تھا، اُس میں آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ کو یا حضرت حسینؓ اور اپنے خادم قنبر کو قاضی کی عدالت میں پیش کیا تھا۔ تاہم میں اس مسئلے پر مختلف پہلوؤں سے جو کچھ ماہ جون کے ترجمان میں لکھ چکا ہوں، یہ حوالے فی الجملہ اُس کی تائید ہی کرتے ہیں۔ میرا موقف یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اگر ان دونوں یا دونوں میں سے ایک گواہ کو سچا سمجھ کر پیش کر دیا تھا تو انہوں نے خدانخواستہ کسی ممنوع یا ناجائز فعل کا ارتکاب نہیں کیا تھا، اور قاضی شریح نے بھی اس پر اعتراض اس پہلو سے نہیں کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد اس معاملے میں صحیح سند کے ساتھ وارد ہے بلکہ انہوں نے بربنائے احتیاط عدالتی انصاف کو شک و شبہ سے بالاتر رکھنے کے لیے ایسی شہادت کو قابل قبول نہیں سمجھا اور حضرت علیؓ نے اُسے بطیب خاطر تسلیم کر لیا۔ یہ خلافت راشدہ کی عدالت کا ایک فیصلہ تھا جسے امیر المومنین نے اپنے خلاف نافذ سمجھا، اس لیے یہ فیصلہ بھی آئندہ کے لیے سنت قرار پایا کیونکہ آنحضورؐ نے خود فرمایا تھا کہ: علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین......